يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا

اے لوگو! بے شک اللہ کا وعدہ سچ ہے تو ہرگز تمہیں دھوکہ نہ دے دنیا کی زندگی (فاطر ۵)

# غرور و تکبر


حجۃ الاسلام ابو حامد محمد بن محمد الغزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ



ادارہ مسعودیہ

۲/۶،۵۔ ای، ناظم آباد، کراچی، سندھ اسلامی جمہوریہ پاکستان

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَوٰةُ الدُّنْيَا

اے لوگو! بے شک اللہ کا وعدہ سچ ہے تو ہرگز تمہیں دھوکہ نہ دے دنیا کی زندگی (فاطر: ۵)

# غرور و تکبر

## حجۃ الاسلام ابو حامد محمد بن محمد الغزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مترجم

## عبد الرحیم

ادارہ مسعودیہ

۲/۶، ۵-ای، ناظم آباد، کراچی، سندھ

اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء

بسم الله الرحمن الرحيم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جان لے کہ مخلوق دو قسم ہے حیوان اور غیر حیوان حیوان دو قسم ہیں مکلف اور غیر مکلف۔ مکلف وہ ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کرنیکا حکم دیا ہے اور اسکے بجالانے پر ثواب کا وعدہ دیا ہے اور گناہوں سے روکا ہے اور عذاب سے ڈرایا ہے اور غیر مکلف وہ جنکو ان باتوں کا مخاطب نہیں کیا پھر مکلف دو قسم ہیں مومن اور کافر پھر مومن دو قسم ہیں۔ فرماں بردار اور نافرمان پھر فرمانبردار اور نافرمان دونوں کے دو دو قسم ہیں عالم اور جاہل مگر تو دیکھے گا کہ مومن اور کافر سب قسم کے مکلف غرور میں پھنسے ہوئے ہیں مگر جسکو رب العالمین نے بچالیا اگر اللہ نے چاہا تو میں ان کے دھوکے کو ظاہر کرکے دلیل بیان کردوں گا بہت مختصر عبارت اور عجیب اشارات سے واضح طور پر سمجھا دونگا جان لے کہ کافروں کے سوا مغروروں کی چار قسمیں ہیں۔ بعض علماء۔ بعض عابد۔ بعض مالدار۔ اور بعض صوفی سب سے پہلے ہم کافروں کا غرور بیان کرتے ہیں انہوں نے دو طرح پر دھوکا کھایا ہے بعض کو تو دنیا کی زندگی نے دھوکا دیا ہے اور بعض کو اللہ تعالیٰ کی ہستی میں دھوکا اور شک ہے۔ لیکن وہ لوگ جن کو دنیاوی زندگی کی وجہ سے دھوکا لگا ہے۔ کہتے ہیں نقد ادھار سے بہتر ہے اور دنیاوی لذات یقینی ہیں اور آخرت کے انعام شکی اور محض وہمی چیز حاصل کرنے کو یقینی چیز سے دست بردار نہیں ہونا چاہیے اور یہ بالکل باطل اور ابلیسانہ خیال ہے۔ چنانچہ ابلیس نے بھی (جبکہ اللہ نے اسکو آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا) تو کہا میں اس سے بہتر ہوں اس نے وہم کیا کہ بھلائی صرف اسباب کے لحاظ سے ہی ہوا کرتی ہے اس دھوکے کا ازالہ دو طرح سے ہو سکتا ہے یا بذریعہ تصدیق یعنے ایمان یا بذریعہ دلیل۔ تصدیق یہ ہے کہ اللہ کے کلام کو سچا سمجھیں

وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى (جو کچھ اللہ کے پاس ہے بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے) وما الحیٰوۃ
الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (نہیں دنیا کی زندگی مگر دھوکے کا سامان) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی آوردہ تعلیم کی تصدیق کریں دلیل یہ ہو کہ اپنے قیاس کی غلطی معلوم کریں انکا یہ کہنا کہ دنیا
نقد ہے اور آخرت ادھار یہ تو صحیح ہے لیکن یہ بات کہ نقد ادھار سے بہتر ہوا کرتا ہے دھوکا ہے
کیونکہ یہ اس صورت میں ہے کہ نقد اور ادھار مقدار اور مقصود میں برابر ہوں تب تو
بیشک نقد بہتر ہے اور اگر نقد ادھار کی نسبت کم ملے تو ادھار یقیناً بہتر ہے اور یہ
(بدلائل) معلوم ہو چکا ہے کہ آخرت ہمیشہ رہیگی اور دنیا ابدی نہیں لیکن انکا یہ کہنا کہ دنیا
کی لذتیں یقینی ہیں اور آخرت کی وہمی یہ بھی باطل ہے بلکہ یہ مومنوں کے نزدیک تو یقینی ہے اور
انکے یقین کے دو اسباب ہیں ایک تو ایمان اور تصدیق ہے انبیاء اور علماء کی تقلید کی بنا پر جیسا
مرض کے بارہ میں لائق طبیب کی پیروی و تقلید کی جاتی ہے دوسرا سبب انبیاء پر نازل شدہ
وحی اور اولیاء کا الہام یہ نہ خیال کرنا چاہیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم امور آخرت
اور امور دنیا کے بارہ میں محض جبریل علیہ السلام کی تقلید پر ہی موقوف تھا کیونکہ جس
معرفت کی بنیاد صرف تقلید پر ہی ہو صحیح نہیں ہوتی اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ
نے اس بات سے پاک رکھا ہے بلکہ نور بصیرت کی وجہ سے اللہ تعالے نے آپ پر اشیاء کے راز
کھولدیے اور آپنے اس طرح معلوم کر لیا جیسا کہ ظاہری آنکھ کے ساتھ حسی چیزوں کو دیکھتے ہیں
فصل اور صرف زبان اور عقیدہ کے مومن جب اللہ کے احکام یعنے نیک کام چھوڑ دیں اور
نفسانی خواہشات میں پھنس جائیں تو اس دھوکا میں وہ کافروں کے شریک ہیں (فصل صہ) یہ کہ دنیا کی
زندگی کافروں اور بعضوں سبھی کو ایسے دھوکے کا موجب ہے لیکن کافر کا دھوکا اللہ کے بارہ میں
جیسا کہ بعض کہتے ہیں کہ اگر اللہ ہمیں (قیامت کو) دوبارہ زندہ کریگا تو ہم دوسروں کی نسبت (وہاں)
کے زیادہ حقدار ہونگے چنانچہ اللہ تعالی نے سورہ کہف میں ذکر فرمایا ہے کہ انکا فر بھائی نے مومن
بھائی کو جواب دیتے وقت) کہا مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا ( وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ
قَآئِمَةً میں گمان نہیں کرتا کہ یہ (باغ) کبھی بھی برباد ہو اور میں گمان نہیں کرتا کہ قیامت

قائم ہوگی اور یہاں بھی انکو ایک شیطانی قیاس کی وجہ سے دھوکا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ کبھی تو وہ دنیا میں اپنے پر اللہ کی بہت سی نعمتیں دیکھکر آخرت کو بھی اسپر قیاس کرتے ہیں یعنے چونکہ یہاں ہم بڑے مزے میں ہیں آخرت میں بھی آرام سے ہی رہیں گے اور کبھی وہ دنیا میں اللہ کے عذاب کی ڈھیل دیکھکر اسی پر آخرت کو قیاس کر لیتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالی نے انکی بابت خبر دی ہے کہ وہ کہتے ہیں لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ کیوں نہیں ہمکو اللہ عذاب کرتا ہمارے ان قولوں کی وجہ سے اور کبھی وہ مومنوں کی شکستہ حالت دیکھکر خیال کرتے ہیں اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا وَيَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ کیا یہ وہی لوگ ہیں جنپر اللہ نے ہمارے درمیان میں سے (جبکہ) احسان کیا ہے اگر (یہ ایمان) کوئی بھلی بات ہوتی تو ہرگز یہ اسکیطرف ہم سے پہلے سبقت نہ کرتے اور جن خیالات کی وجہ سے ان کے دلوں میں یہ قیاس پیدا ہوتا ہے یہ ہیں کہ ہم پر اللہ تعالی نے دنیا و نعمتوں کا احسان کیا ہے اور جو محسن ہوتا ہے وہ محب ہوتا ہے اور ہر محب محسن ہوتا ہے مگر اصل میں یہ درست نہیں بلکہ بعض وقت ایسا ہوتا ہے محسن ہوتا ہے اور محب نہیں ہوتا بلکہ بعض اوقات تو احسان آہستہ آہستہ ہلاکت کا موجب ہو جاتا ہے اسلیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کی طرف سے اپنے مومن بندے کی اس طرح حفاظت کرتا ہے جیسا کہ تم میں سے کوئی مریض کو کھانے پینے سے پرہیز کراتا ہے حالانکہ مریض کھانے پینے کو چاہتا ہے اسی لیے دانا لوگ جب دنیا کو اپنے پر فراخ پاتے تو غمناک ہوتے اور جب فقر آتا تو خوش ہوتے اور کہتے مرحبا کہ صالحین کی عادت آئی اللہ تعالی نے فرمایا ہے فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ لیکن انسان کو جب اللہ تعالے آزمائش میں ڈالے پھر اسکو عزت اور نعمت دے پس کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھ کو عزت دی۔ اور نیز فرمایا اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ کیا یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ مال اور بیٹے جن کی ہم انپر بہتات کر رہے ہیں انکے لیے بھلائی کا

سامان ہے بلکہ یہ نہیں سمجھتے نیز فرمایا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ
وَأُمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِيْنٌ انکو بتدریج لیجائیں گے اس
طرح کہ یہ معلوم بھی نہ کرسکیں گے اور انکو ڈھیل دونگا تحقیق میری تدبیر بڑی زبردست
ہے نیز فرمایا ہے فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى إِذَا فَرِحُوْا
بِمَا أُوْتُوْا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُوْنَ پس جب بھول گئے وہ چیز جسکے ساتھ
وہ نصیحت کیے گئے تھے ہمنے انپر ہر چیز کے دروازے کو کھولدیے یہانتک کہ جب وہ
نعمتوں کے ساتھ خوش ہوگئے ہمنے انکو ہچانک پکڑ لیا پس ناگاہ وہ ناامید ہوگئے۔ پس
جسکے دل میں ایسے دھوکے سماگئے وہ اللہ کے ساتھ ایمان نہ لایا اور اس غرور و دھوکا کی
بنیاد اسکی ذات و صفات سے ناواقفی ہے جس نے اللہ کو پہچانا وہ اسکی تدبیر سے بیخوف
نہیں ہوسکتا کیا یہ لوگ فرعون و ہامان و نمرود کی طرف نہیں دیکھتے کہ باوجودیکہ اللہ نے
انکو کس قدر مال دیکر کس طرح نابود و ہلاک کردیا چنانچہ اللہ تعالی نے اپنی تدبیر سے ڈرایا ہے اور
فرمایا ہے فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُوْنَ پس اسکی تدبیر سے نقصان اٹھانے
والی قوم کے سوا کوئی بیخوف نہیں ہوتا نیز فرمایا ہے وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ
انھوں نے بری تدابیر کیں اور اللہ نے بھی تدبیر کی اور اللہ بہتر تدبیر کنندہ ہے۔ نیز فرمایا فَمَهِّلِ
الْكَافِرِيْنَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا پس مہلت دے کافروں کو میں انکو تھوڑی سی مہلت دونگا پس جسکو اللہ
تعالی نعمت دے اسے چاہیے کہ ڈرتا ہو کہ اس نعمت کی وجہ سے مستحق عذاب نہ ہوجائے فضل لیکن
گنہگار مومنوں کو اللہ کے غفور و رحیم نام سے دھوکا لگتا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم اسکی بخشش کے
امیدوار ہیں اور اسی پر بھروسا کرکے عمل چھوڑ دیتے ہیں یہ بات (رجا) امید کے لحاظ سے
تو دین میں پسندیدہ ہے کہ اللہ تعالی کی رحمت وسیع ہے اور اسکی نعمتیں اور کرم عام ہیں اور
ہم موحد اور مومن ہیں امیدوار ہیں کہ ایمان اور فضل و احسان کو وسیلہ بنا کامیاب ہونگے
اور بعضوں کو ماں باپ کی بزرگی کا سہارا ہوتا ہے اور یہ سخت دھوکا ہے کیونکہ انکے والدین تو باوجود

نیکی اور خوف خدا کے ڈرتے ہی رہتے تھے اور انکے امر شیطانی اور فاسد خیال کی بنیاد
یہ ہے کہ جو کوئی کسی شخصکو دوست رکھتا ہو اسکی اولاد سے بھی محبت کرتا ہے چونکہ
اللہ تعالے نے ہمارے والدین کو دوست رکھا ہم سے بھی محبت کرے گا ہم کو
طاعت کی ضرورت نہیں پس انھوں نے اس بات پر بھروسا کر لیا اور اللہ تعالے
کے بارہ میں دھوکا کھایا اور نہ جانا کہ نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو کشتی میں سوار
کرنے کی اجازت چاہی مگر آپ کو روکا گیا اور اللہ تعالے نے اسی سختی سے اسکو
غرق کیا جس سے باقی قوم نوح غرق ہوئی نیز ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ماں کی قبر
کی زیارت اور دعاء مغفرت کی اجازت چاہی مگر صرف زیارت کی اجازت ملی اور مغفرت
طلب کرنے کی اجازت نہ ہوئی نیز اللہ تعالی نے فرمایا ہے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی
کوئی بوجھ اٹھانیوالا دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائیگا۔ نیز اللہ تعالے نے فرمایا ہے وَاَنْ لَّیْسَ
لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی نہیں ہے انسان کے لیے مگر وہی جسکے لیے اس نے کوشش کی جو
شخص یہ گمان کرتا ہے کہ باپ کی پرہیزگاری سے یہ بھی نجات پا جائے گا
گویا ظن کرتا ہے کہ باپ کے کھانے سے یہ بھی سیر
ہو جائے گا اور اس کے پینے سے اسکی بھی پیاس جاتی رہے کی تقوی تو فرض عین ہے
اس میں والد اولاد کی طرف سے کفایت نہیں کر سکتا اور تقوی کی جزا کے وقت آدمی
اپنے بھائی اور ماں باپ و بیوی اور بیٹے سب سے بھاگ جائیگا مگر محض بر سبیل سفارش
کیا یہ لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا قول بھول گئے دانا وہ ہے جس نے اپنے
نفس کو ذلیل کیا اور موت کے بعد کام آنے والے عمل کیے۔ اور عاجز وہ ہے
جس نے اپنے نفس کو خواہشات کے پیچھے لگایا اور اللہ پر (بخشش کی) امید رکھی اور اللہ
تعالی نے فرمایا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ
اُولٰٓئِكَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ تحقیق وہ لوگ جو اللہ پر ایمان لائے اور
(ممنوعات شرعیہ سے) ہجرت (علیحدگی) اختیار کی اور اللہ کے رستہ میں جہاد (کوشش) کیا

ہی اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے نیز فرمایا کہ مومنوں کو بہشت میں داخل کرتے وقت کہا جائیگا جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ یہ انکے عملوں کی جزا ہے اور امید تب تک صحیح نہیں ہو سکتی جب تک پہلو اسکے لیے عمل نہ کیا جائے اور اگر بغیر عمل کے امید لگا بیٹھے تو خواہ نخواہ دہوکا ہے اصل میں ہمارا امیدیا تو صرف خوف اور ناامیدی کی حرارت کو سرد کرنے کے لیے تدبیر کے طور پر واقع ہوئی ہے اور اسی فائدہ کے لیے قرآن مجید نے اسکا ذکر کیا ہے تاکہ زیادتی اعمال کے لیے موجب ترغیب ہو **فصل** اور دہوکا میں اُنہی کے قریب قریب اور گروہ بھی ہیں جن میں اطاعت اور گنہگاری دونوں موجود ہیں مگر ان کے گناہ زیادہ ہیں اور وہ مغفرت کی توقع رکھے ہوئے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ انکی نیکیوں کا پلڑا جہک جائیگا حالانکہ انکی برائیاں زیادہ ہیں اور یہ نہایت ہی جہالت ہے تو ان میں سے ایک کو دیکھیے گا کہ حلال و حرام سے ملے جلے چند درہم صدقہ کرتا ہے حالانکہ جو کچھ دوسرے لوگوں کا اور دیگر مشتبہ ذرائع کا مال اس کے پاس موجود ہے اس سے کہیں زیادہ ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی میزان کے ایک پلڑے میں دس درہم رکھدے اور دوسرے میں ہزار اور خواہش کرے کہ یہ دس والہ پلڑا جہک جائے اور یہ کیسی نادانی ہے **فصل** اور بعض گمان کرتے ہیں کہ انکی نیکیاں گناہوں کی نسبت زیادہ ہیں کیونکہ وہ اپنے نفس کا حساب نہیں کرتے اور نہ ہی اپنی برائیاں معلوم کرتے ہیں جب نیکی کرتے ہیں تو اسکو یاد رکھتے ہیں جیسا کہ کوئی زبان سے شب و روز میں سو یا ہزار بار استغفار اور تسبیح پڑھے پھر مسلمانوں کی غیبتیں بھی کرے اور سارا دن ایسے کلمات بھی کہتا رہے جن سے اللہ خوش نہیں ہوتا وہ اپنی تسبیحات کی فضیلت کا تو خیال کرتا ہے مگر جھوٹوں۔ چغل خوروں۔ اور منافقوں کے بارہ میں جو عذاب وارد ہے اس سے غافل ہے اور یہ سخت دہوکا ہے پس اس کے لیے زبان کو بند رکھنا تسبیحات کہنے سے زیادہ ضروری ہے۔

**فصل** مغروروں کے کل گروہوں اور ہر فرقہ کی قسموں کے بیان میں (پہلی قسم مغرور علما
کے بیان میں) اور یہ کئی گروہ ہیں ایک گروہ وہ ہے جنہوں نے شرعی اور عقلی علوم خوب
یاد کیے اور اچھی طرح ان میں غور و فکر کیا اور انہی میں مشغول ہوئے اور ظاہری اعمال
و اخلاق سے غافل ہو گئے اور انکو گناہوں سے روکنے اور اطاعت پر لگانے کی
فکر نہ کی اور اپنے علم پر غرہ ہو کر ظن کیا کہ ہم اللہ کے نزدیک بڑے رتبہ پر ہیں کہ ہمارے
جیسے عالم کو تو اللہ بالکل عذاب نہ کریگا بلکہ دوسری مخلوق کے بارہ میں ہماری
سفارش قبول کرے گا اور ان سے کسی گناہ و خطا کے بارہ میں مطالبہ نہ ہوگا اور یہہ
بھی دھوکے میں ہیں اگر یہ غور کی نظر سے دیکھتے تو معلوم کرتے کہ علم دو قسم ہے علم معاملہ
اور علم مکاشفہ یعنے اللہ تعالے کی ذات و صفات کا علم ۔ پس علم معاملہ سے بھی
چارہ نہیں تاکہ حکمت مقصودہ کامل ہو اور وہ حلال و حرام کو معلوم کرنا اور نفس
کے برے اور بھلے اخلاق کی شناخت ہے ان کی مثال اس طبیب کی طرح ہے جو لوگوں کا تو
علاج کرے مگر خود مریض ہو اپنے نفس کے علاج پر قادر تو ہے مگر کرتا نہیں کیا صرف خاصیت
معلوم کر لینے سے دوا فائدہ دے سکتی ہے ہرگز نہیں دوا اسی کو فائدہ کریگی جو بخار ہونے پر
اسکو پیئے گا یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے غافل ہو گئے ہیں قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا
وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا جس نے نفس کو پاک کیا خلاصی پائی اور جس نے اس کو خراب
کیا ہلاک ہوا یہ تو نہیں کہا مَنْ تَعَلَّمَ تَزْكِيَتَهَا کہ وہ شخص خلاصی پائیگا جو تزکیہ
نفس کی ترکیب جانتا ہو اور علم کو لکھے اور لوگوں کو سکھائے نیز رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے اس قول سے بھی غافل ہیں جو شخص علم میں ترقی کرے مگر ہدایت میں
ترقی نہ کرے اللہ سے دور ہونے میں ترقی کرتا ہے نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ قیامت کو سب سے زیادہ اس عالم کو عذاب ہوگا جس نے علم سے نفع نہ اٹھایا
اسیطرح اور بہت سی احادیث ہیں یہ لوگ نعوذ باللہ دھوکے میں ہیں انپر دنیا اور نفس اور
دنیاوی راحت کی محبت غالب ہو گئی ہے اور انہوں نے گمان کر رکھا ہے کہ انکا علم

ہی بغیر عمل کے انکو آخرت میں نجات دیدے گا (ایک وہ گروہ ہی) جس نے علم سیکھا
اور ظاہری اعمال بھی درست کرلیے اور ظاہری گناہ بھی چھوڑ دیے مگر دل کی طرف سے
غافل ہیں اور اس کی بری صفات تکبر۔ ریا۔ حسد۔ جاہ طلبی۔ نخوت ہمزمانہ لوگوں کے
ساتھ برا ارادہ اور دور و نزدیک میں شہرت طلبی کے خیالات کو جو اللہ کے نزدیک
سخت بری ہیں دل سے دور نہ کیے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اقوال سے غافل
ہیں کہ ریا چھوٹا شرک ہی اور حسد نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں
کو نیز مال وجاہ کی محبت دل میں نفاق کو ایسے بوتی ہے جیسے پانی سبزی کو وغیرہ
وغیرہ نیز اللہ تعالی نے فرمایا ہے اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ مگر وہ شخص ہلاکت سے
بچیگا جو اللہ کے پاس سلامتی والا دل لایا پس یہ دل سے غافل ہو کر ظاہر کیطرف
مشغول ہو گئے جسکا دل قابو نہ ہوا اطاعت صحیح نہ ہو سکی یہ خارش والے مریض کیطرح
ہیں جسے حکیم نے دوائی ملنے اور پینے دونوں کا حکم دیا ہو مگر اس نے ملنے والی تو
استعمال کی اور پینے والی کو چھوڑ دیا اسکا ظاہری فساد تو دور ہو گیا اندر سے مرض
باہر کو برابر آتا رہا اور خارش اندرونی سوادی کی وجہ سے ہمیشہ تر ہتی رہی اگر اندرونی بیماری
دور ہوتی تو ظاہری بھی جاتی اسی طرح اگر بری صفات دل میں چھپی رہیں تو ان کا اثر
جوارح سے بھی دور نہیں ہو سکتا (ایک اور گروہ ہی) جنھوں ان باطنی اخلاق کو سیکھا اور
یہ بھی جان لیا کہ شریعت نے انکو برا قرار دیا ہے مگر وہ خود پسندی کی وجہ سے خیال
کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے نزدیک ان باتوں سے بلند پایہ رکھتے ہیں اور یہ باتیں تو عوام
کے لیے ہیں اور ہم تو اللہ سے بہو بجھ ہوئے بندے ہیں ایسی باتوں کی ہم سے بازپرس نہ
ہوگی اور نیز تکبر۔ اور ریاست وجاہ و شرف طلبی کے علامات ظاہر ہوتے ہیں مگر وہ
خیال کرتے ہیں کہ یہ تکبر نہیں بلکہ دین کی عزت اور علم کی بزرگی اور اللہ کے دین کی مدد ہے
مگر وہ غافل ہیں کہ ابلیس کو ایسی باتوں سے خوش کر رہے ہیں۔ اور کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کس طرح سے دین کی مدد کرتے اور کافروں پر غلبہ حاصل کرتے تھے اور صحابہ

کی تواضع اور عجز اور فقر اور مسکنت کو بھول گئے چنانچہ جب حضرت عمرؓ بیت المقدس سے پادریوں کی دعوت پر ملک شام میں پھٹے پرانے لباس میں تشریف لے گئے تو لوگوں کے اعتراض پر آپ نے جواب دیا ہم وہ قوم ہیں جن کو اللہ نے اسلام کے ساتھ غالب کیا ہے ہم اسلام کے سوا کسی اور بات میں عزت طلب نہیں کرتے اور یہ مغرور اعلیٰ کپڑوں کے ساتھ دین کی عزت دیکھتے ہیں اور جب اپنے ساتھیوں پر حسد کی وجہ سے یا وہ شخص جس نے انکا کسی بات میں رد کیا ہو اور یا اس کے بارہ میں سخت کلامی کریں تو اپنے دل میں اسکو حسد خیال نہیں کرتے بلکہ وہ اسکو (غضب للحق) غصہ لئے کرلیں اور (رد علی المبطل) جھوٹے کا رد گمان کرتے ہیں حالانکہ اسکو ذاتی عداوت ہوتی ہے یہ بھی دھوکا کھا رہا ہے۔ کیونکہ اس کے علاوہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے عالم پر طعن کرتا ہے تو اسکو بالکل غصہ نہیں آتا بلکہ بعض اوقات خوش ہوتا ہے اور اگر کسی وقت لوگوں کے سامنے اسپر (یعنے جس نے کسی اور عالم پر ہجو کی ہو) غصہ کا اظہار کرتا ہے تو دل پر اسکو دوست رکھتا ہو اور کسی وقت عالمانہ باتیں شروع کر دیتا ہے اور کہتا ہو میں اس سے لوگوں کو فائدہ پہونچانا چاہتا ہوں حالانکہ محض اپنی علمیت ظاہر کرنی چاہتا ہو کیونکہ اگر اس کی غرض صرف مخلوق کی اصلاح ہی ہوتی تو کسی دوسرے کے ہاتھ سے جو کہ اس سے بڑھ کر یا برابر یا کم باصلاح ہو تو اس کو نہیں بھاتی اور بعض وقت یہ بادشاہوں یا رؤساؤں کے پاس جا کر انکی ثنا و صفت کرتا ہے جب کوئی دریافت کرتا ہے تو کہتا ہے میں مسلمانوں کو فائدہ پہونچانے اور ان سے ضرر دور کرانے جاتا ہوں اگر اس کی یہی غرض ہوتی جو بیان کرتا ہے تو یہی کام اگر کوئی اور کرتا تو یہ خوش ہوتا مگر یہ تو اگر کسی اور اپنے جیسے کو بادشاہ کے پاس کسی کی سفارش کرتے دیکھتا ہے تو غضبناک ہو جاتا ہے اور جب بادشاہوں سے انکو کوئی مال ملتا ہے تو ان کے دل میں خیال گذرتا ہے کہ یہ حرام ہے پھر شیطان انکو یہ جواب سکھاتا ہے یہ ایسا مال ہو جسکا کوئی مالک نہیں اور یہ مسلمانوں کی بہتری کے لیے ہے اور یہ کہ تو

مسلمانوں کا امام اور عالم ہے اور تیری ذات ہی سے تو دین کی مضبوطی ہے اور یہ تینوں شیطانی چالیں ہیں ایک مال جسکا مالک کوئی نہیں دوسرا اصلاح مسلمانوں کے لیے ہر تیسرا تو امام ہے۔ کیونکہ امام وہ ہوتا ہے جو انبیاء اور صحابہ اور اس امت کی فاضل علماء کی طرح دنیاوی خواہشات کو چھوڑ دیے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ برا عالم اس پتھر کی مانند ہے جو پانی کی رو کے دہانہ میں جا پڑا ہو نہ تو خود پانی پیتا ہے اور نہ کھیتی تک پانی کو پہونچنے دیتا ہے اہل علم کے دھوکا کی بہت سی قسمیں ہیں اور انہوں نے اصلاح کی نسبت فساد زیادہ پھیلایا ہے (ایک اور گروہ ہے) جنہوں نے علوم حاصل کیے اور بیرونی اعمال کو پاک اور طاعات کا پابند رکھا اور ظاہری گناہوں سے بھی بچے رہے لیکن دل کی صفات یعنی ریا، حسد، تکبر، کینہ وجاہ طلبی اور نفس کے اخلاق کی درستی کی اصلاح نہ کر سکے اور ان بری عادات سے بچنے کی کوشش بھی کی اور بڑی شاخیں کٹ کر پھینکیں مگر ان کے کونوں کی پوشیدہ شرارتوں اور نفس کے مکروں سے دھوکہ میں رہے انکی اصلاح نہ کی اور غافل ہو گئے انکی مثال ایسی ہے جیسے کھیتی کو مضر گھاس پھوس سے صاف کرنا چاہا اور جو سر نکالا ہوا تھا اسکو تلاش کر کر نکال ڈالا مگر جس گھاس نے ابھی زمین سے سر نکالا نہ تھا نہ دور کر سکے اور خیال کر لیا کہ میں ہر قسم کی بوٹیوں سے کھیتی کو صاف کر چکا ہوں مگر جیسا وہ غافل ہوا انہوں نے سر نکالا اور اسکی ساری کھیتی برباد کر دی ان لوگوں نے اگرچہ اپنے نفس کی اصلاح میں کوشش تو کی مگر تکبر کی وجہ سے لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا اور باقی مخلوق کو حقیر خیال کیا اور بعض وقت یہ لوگ اپنے چہرے کو بارعب بنانے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ کوئی انکی طرف حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھے (ایک اور گروہ ہے) جنہوں نے ضروری علوم تو چھوڑ دیے اور صرف فیصلوں جھگڑوں اور دنیوی معاملات اور دنیاوی انتظام میں فتویٰ دینے پر اکتفا کر لی اور اپنے آپ کو فقیہ کہنے لگ گئے اور ان علوم کو فقہ اور مذہبی علم سمجھا اور ظاہر و باطن کے اکثر اعمال کا علم چھوڑ دیا نہ جوارح کو روکا اور نہ زبان کو غیبت اور ریشہ

کو حرام اور پاؤں کو بادشاہوں کے پاس جانے سے بند کیا اور نہ ہی باقی اعضا
کو مذموم عادات سے بچا سکے اور نہ ہی دلوں کو کبر۔ دکھاوا۔ اور حسد اور دوسری
مہلک امراض سے حفاظت کی یہ لوگ دو طرح سے دھوکا میں ہیں۔ ایک تو بلحاظ عمل
اسکا علاج ہمنے احیاء العلوم میں ذکر کر دیا ہے انکی مثال اس مریض کیطرح ہے جس نے
اطباء سے دوائی تو سیکھی مگر نہ خود استعمال کی اور نہ دوسروں کو سکھائی یہ لوگ ہلاکت کو
نزدیک پہونچے ہوئے ہیں کیونکہ انہوں نے اپنے نفس کو پاک صاف کرنا تو چھوڑ دیا
اور حیض اور دیت اور لعان وظہار میں مشغول ہو کر ساری عمر برباد کر دی انکی غرض
صرف مخلوق سے اپنی عزت درست کرانا اور قاضی و مفتی بنکر بیٹھنا اور ایک دوسرے کو
طعن کرنا ہوتی ہے اور دوسرے بلحاظ علم کے اس وجہ سے کہ یہ لوگ خیال کرتے ہیں
کہ علم ہی خدا تک پہونچانے اور نجات کا موجب ہو مگر خدا تک پہونچانیوالا صرف
اسکی محبت ہے اور جب تک اسکی ذات اور صفات اور افعال کی معرفت حاصل
نہ ہو حب حاصل نہیں ہو سکتی اور یہ اس شخص کی طرح ہیں جو حاجیوں کے رستہ
میں محض انکے ضروریات فروخت کرنے پر اکتفا کرے یہ نہیں جانتے کہ فقہ یہ ہے
کہ اللہ تعالے کی معرفت کا علم ہو نیز ان صفات کی معرفت حاصل ہو جنکی وجہ سے دل میں
خوف خدا پیدا ہو کر تقوی کی طرف راہ بری کرے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے فَلَوْلَا نَفَرَ
مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا
إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ کیوں نہ نکلا ایک حصہ ہر فرقے میں سے تا کہ دین میں فقاہت حاصل کریں اور اپنی قوم کو
جبکہ وہ لوٹ کر انکے پاس آویں ڈراویں تا کہ بچتے رہیں ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ وہ
فقہ میں صرف اختلافی مسائل پر ہی رک رہے ہیں اور محض علم مجادلہ و الزام و شکست
دشمن اور اپنے غلبہ کی خاطر حق کو رد کرنے کے اسباب اور شب و روز مذاہب کی کمزوریوں

---

ک کتاب طب جسمانی و روحانی مصنفہ امام موصوف میں بڑی کمال حکمت بدائع سے اس بات کو بیان کیا ہے ضرور مطالعہ فرماویں اسکا اردو ترجمہ طیار ہونے کو ہے
عبد الرحیم

کی تلاش اور اپنے ہم زمانہ کے عیوب کی جستجو میں ہی لگے رہتے ہیں انھوں نے علم کا مقصد صرف لوگوں پر غلبہ حاصل کرنا ہی سمجھ رکھا ہے (اگر یہ لوگ دل کی صفائی کیطرف مائل ہوتے تو انکے حق میں اس علم کی نسبت جو صرف دنیا ہی میں فائدہ دیتا ہے اور فائدہ بھی صرف تکبر ہی کا تو زیادہ مفید ہوتا) اور ایسا شخص آخرت میں جلنے والی آگ میں داخل ہوگا۔ اور مذاہب کے ادلہ کے بارہ میں تو کتاب اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کافی ہیں۔ پس یہ لوگ کیسے بڑے دھوکے میں مبتلا ہیں (ایک اور ٹولہ ہے) جو صرف علم کلام اور مجادلہ اور مخالفین کے رد اور انکی کمزوریوں کی جستجو میں مشغول ہیں اور علم منقولات مختلفہ اور مناظرہ کی تعلیم میں سخت منہمک ہیں یہ لوگ اور انکی جماعت دو گروہ ہیں ایک تو سخت گمراہ ہیں اور دوسرے تحقیق کنندہ ہیں گمراہ فرقے کا دھوکا یہ ہے کہ وہ اپنی گمراہی سے غافل نجات کے امیدوار ہیں اور یہ کئی فرقے ہوگئے ہیں ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں اور یہ گمراہ اس وجہ سے ہوئے ہیں کہ دلائل کی شرائط اور طریقہ مطابق فیصلہ نہیں کرتے بلکہ شبہ کو دلیل اور دلیل کو شبہ خیال کر لیتے ہیں اور محقق گروہ کو اسلیے دھوکا لگا ہے کہ وہ جھگڑے کو ہی سب سے افضل اور خدا کے زیادہ نزدیک کرنے والا سمجھ بیٹھے ہیں کہ کسی کا ایمان تب تک کامل ہی نہیں ہوتا جبتک کہ اس میں پوری تحقیق اور بحث مباحثہ نہ کرے جو شخص سوائے بحث مباحثہ و دلائل کے اللہ کی تصدیق کرے مومن کامل اور اللہ کا نزدیکی نہیں ہوگا۔ قرن اول کیطرف خیال نہیں کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے بارہ میں سب مخلوق سے بہتر ہونے کا کلمہ ارشاد فرمایا مگر آپ نے ان سے دلائل نہ پوچھے ابوامامہ باہلی نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی قوم ہلاک نہیں ہوئی مگر انھوں نے آپس میں جھگڑا شروع کیا (ایک اور فرقہ ہے) جو وعظ اور اخلاق نفس و صفات قلب یعنی خوف رجا صبر شکر توکل۔ زہد و یقین اخلاص و سچائی وغیرہ کے متعلق نکات بیان کرنیوالوں کو درجات کا ذکر کرنے میں مشغول ہیں اور

خود عمل نہیں کرتے انکو اس خیال سے دھوکا لگا ہے کہ جب ہم ان علمی باتوں کی لوگوں
کو دعوت دے چکے ہیں تو گویا خود ان باتوں سے متصف ہو گئے حالانکہ یہ خود ان باتوں
میں صرف عوام مسلمانوں کی قدر ہی حصہ رکھتے ہیں اور یہ سخت دھوکا میں پڑے ہیں کیونکہ
یہ لوگ نہایت کی خود پسندی میں مبتلا ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ ہمکو عنداللہ نجات
پا جانے کے بعد علم محبت ملا ہے اور نہ بدوں کی کلام صرف یاد کرنے سے ہی بغیر عمل
کیے نجات پا جائیں گے یہ پہلوں سے بھی بڑھکر دھوکا میں ہیں کیونکہ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ
اللہ اور رسول کے لیے دوستی کرتے ہیں اور یہ کہ انکا اخلاص خالص ہے تب ہی تو یہ اخلاص
کی رموزات اور خود پاک ہونے کے بعد ہی تو نفس کے پوشیدہ عیوب پر لوگوں کو مطلع
کرتے ہیں اسی طرح باقی باتوں میں بھی حالانکہ یہ لوگ دنیا کی جانب سخت رغبت کرتے ہیں
اور شدت رغبت کی وجہ سے دنیا میں اپنا زہد مشہور کرتے ہیں اخلاص پر لوگوں کو رغبت
دیتے ہیں مگر خود مخلص نہیں ہوتے اللہ سے دعا کا اظہار کرتے ہیں مگر خود خدا سے بھاگے
ہوئے ہوتے ہیں لوگوں کو خدا سے ڈراتے ہیں اور خود بیخوف ہوتے ہیں اور لوگوں کو اللہ
کے ذکر کی ترغیب دیتے ہیں مگر خود غافل ہوتے ہیں بری صفات کی مذمت کرتے ہیں مگر خود
ان میں موجود ہوتی ہیں لوگوں کی توجہ مخلوق کیطرف سے ہٹاتے ہیں مگر خود حرص کی وجہ سے
ہمہ تن مخلوق کیطرف جھکے ہوئے ہوتے ہیں اگر لوگوں کو ان مجلسوں سے جنمیں وہ اللہ کی
طرف دعوت دیتے ہیں جانے سے روکدیا جائے تو زمین باوجود فراخ ہونے کے انپر تنگ ہو جائے
یہ خیال رکھتے ہیں کہ یہ سب کچھ محض خلقت کی اصلاح کے لیے کرتے ہیں مگر انکے ہم زمانہ میں سے کسی
اور کی طرف زیادہ لوگ جانے اور اصلاح پانے دیکھیں تو مارے غم اور حسد کے مر جائیں اگر
کوئی انکے پاس آنے جانے والا انکے کسی اور ساتھی کی تعریف کردے تو یہ اسپر نہایت ہی
ناراض ہو جاتے ہیں یہ لوگ سخت دھوکہ میں ہیں اور تنبیہ رجوع الی اللہ سے بہت دور ہیں ایک
اور فرقہ ہے جنہوں نے وعظ کی ضروری اور مفید باتوں کو چھوڑ دیا اور اس بات میں
ہمارے زمانہ کے واعظ سب کے سب مبتلا ہیں (امام موصوف اپنے زمانے کی بات کہتے ہیں

سوا اس کے جسکو اللہ نے بچا رکھا ہو یہ لوگ ایسی عبارات اور کلمات و استعارات میں مشغول ہیں جو کہ شریعت سے بالکل خارج ہیں یہ لوگ ایسی باتیں بعض لوگوں کو تعجب میں ڈالنے کے لیے بیان کرتے ہیں ایک دوسرا گروہ عجیب نکتے اور قافیہ بند عبارتیں اور وصال و فراق کے درد انگیز اشعار سنا کر اپنی مجلسوں کی وجہ بکار سے رونق زیادہ کرنے میں مشغول ہے یہ انسانوں کے شیطان ہیں خود گمراہ ہوئے اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا ۔ کیونکہ پہلے جن گروہوں کا ذکر گذرا اگرچہ خود وہ اپنی اصلاح نہ کرتے تھے لوگوں کو تو راہ راست بتا دیتے تھے مگر یہ تو لوگوں کو راہ حق سے روک کر اپنی اغراض پوری کرتے اور خدا کی طرف سے دھوکا میں ڈالتے اور گناہوں اور دنیا کی طرف راغب کرتے ہیں خاصکر جب ایک واعظ عمدہ اور متکبرانہ کپڑے پہنکر اللہ کی رحمت سے ناامید کرتا ہے ۔ تو لوگ خدا کی رحمت سے مایوس ہو جاتے ہیں (ایک اور فرقہ ہے) جنہوں نے عابدوں اور زاہدوں کے کلمات جو دنیا کی مذمت میں ہیں یاد کر رکھے ہیں وہ ان الفاظ کے ظاہری معنوں کی پیروی کرتے ہیں اور انکے اصلی اور حقیقی اسرار کیطرف توجہ نہیں کرتے اور منبروں پر یا بازاروں میں لوگوں کو وعظ سناتے پھرتے ہیں اور صرف زاہدوں کی کلام کو یاد کر لینے سے ہی حالانکہ اس پر عمل نہیں کرتے اپنے آپ کو اللہ کے نزدیک نجات یافتہ خیال کرتے ہیں یہ بھی نہایت دھوکا کھائی ہوئی ہیں (ایک اور گروہ ہے) کہ وہ اپنا کل وقت علم حدیث کے سننے روایات کو جمع کرنے بلند پایہ اسناد تلاش کرنے میں مستغرق رہتے ہیں یہانتک کہ انہیں سے بعض مختلف شہروں میں پھرتے اور بڑے بڑے شیوخ سے روایت کرتے ہیں تاکہ وہ یہ بات کہہ سکیں کہ ہمنے فلاں شخص سے روایت بیان کی اور فلاں بزرگ کی ملاقات کی اور میرے پاس اتنی اسناد ہیں جو میرے سوا کسیکے پاس نہیں اور یہ بھی کئی لحاظ سے دھوکہ میں ہیں ایک یہ کہ یہ لوگ بوجہ اٹھانیوالوں کی مانند ہیں کیونکہ یہ سنت کی بجا آوری اور معنوں میں غور کیطرف توجہ نہیں کرتے اور صرف روایات کو نقل کر دینے پر ہی قناعت کیے ہوئے ہیں اور

خیال کرنے کہ انکو اتنی بات ہی کافی ہے ہرگز نہیں بلکہ حدیث سے اصل مقصود اسکا فہم
اور معانی کا تدبر ہے علم حدیث میں پہلا مرتبہ سماع کا ہے پھر حفظ کا پھر فہم کا پھر عمل کا اور
اس کے بعد پھیلانے اور سکھلانے کا اور یہ لوگ صرف سماع پر ہی ٹھیر گئے ہیں اور پہلا امر
کو اچھی طرح یاد بھی نہیں کرتے حالانکہ صرف سماع پر ہی ٹھیرے رہنے سے کوئی
فائدہ نہیں ہے اور اس زمانہ میں (امام موصوف اپنے زمانے کی بابت ذکر کرتے
ہیں) بچے بھی حدیث پڑھنے میں حالانکہ انکو کچھ خبر نہیں ہوتی اور جو استاد اُن کو
پڑھاتا ہے اکثر غافل رہتا ہے یہاں تک کہ بعض وقت حدیث میں غلطی کرجاتا ہے
اور معلوم نہیں کرسکتا اور کبھی اونگھنے لگ جاتا ہے اور اسے کچھ خبر نہیں
ہوتی حالانکہ حدیث اس سے روایت ہو رہی ہے اور یہ سب طبقے دھوکا میں ہیں۔ اور حدیث
کے بارہ میں اصل بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنے پھر جیسا سنا تھا اسی
طرح حفظ کرے پھر اسی طرح ادا کرے جیسا کہ سنا تھا بس ہوگی روایت حفظ سے اور
حفظ سماع سے اور اگر یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نہیں سن سکا تو صحابہ یا
تابعین ہوں نے ان سے سنا بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سننے کے قائم مقام
ہوجائیگا بشرطیکہ پہلے سُنے پھر حفظ کرے پھر جیسا کہ سنا تھا بلفظہ اسی طرح ادا کرے یہاں
تک کہ ایک حرف میں بھی اسے شک نہ ہو اور اگر کسی حرف میں اسکو شک واقع ہوجائے
تو اس کے لیے روایت کرنا یا دوسرے کو سکھانا جائز نہیں ہے اور حدیث دو طرح سے حفظ
ہوسکتی ہے ایک دل میں ہمیشہ اسے یاد کرنے سے دوسرا جب سُنے اسے صحیح کرکے لکھ
رکھے اور ایسی حفاظت سے رکھے کہ کسی دوسرے کا وہاں تک ہاتھ نہ جاسکے کہ کوئی
ردوبدل کردے اور یہ اس طرح ہوسکتا ہے کہ اُسکو کسی خزانہ میں حفاظت سے رکھے
کہ لوگوں کی دستبرد سے محفوظ رہ سکے اور کسی بچہ یا غافل اور اونگھنے کی روایت کا لکھنا جائز
نہیں سماع کی اور بھی بہت سی شرائط میں حدیث سے اصل غرض اسپر عمل کرنا اور پہچاننا ہے اور
قرآن کی طرح اس کے لیے مفہومات ہیں۔ ابی سفیان بن ابی الخیر کا ذکر ہے کہ وہ زاہد تھے

احمد سرخسی کی مجلس میں حاضر ہوئے پہلی حدیث جو وہاں روایت کی گئی یہ تھی مِنْ
حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَالَا يَعْنِيهِ ترجمہ آدمی کے اسلام کی خوبی سے ہے اسکا بیہودہ
باتوں سے کنارہ کشی کرنا۔ وہ اتنا ہی سنکر اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا مجھے اتنا ہی
کافی ہے اس کے عمل سے فارغ ہو کر اور سنونگا لوگوں کا حدیثیں اسی طرح سے سماع ہونا چاہئے
(ایک اور گروہ ہے) یہ علم نحو و لغت و شعر اور نادر لغات میں مشغول ہیں اور گمان
کرتے ہیں کہ یہ اسی وجہ سے بخشے جائیں گے اور یہ علمائے امت سے ہیں کیونکہ دین اور سنت کے علم
نحو و لغت ہی سے قائم کرنے والے ہیں یہ صرف نحو اور لغت وغیرہ کی فنا کر کیونکہ ہی میں یہ ساری عمر
کر دیتے ہیں اور یہ سخت دھوکا ہے اگر یہ لوگ سوچتے تو جان لیتے کہ عربی لغت بھی
ترکی لغت کی مانند ہی ہے اور عربی لغت کی تحقیق میں ساری عمر لگانا ایسے ہی ہے
جیسے کوئی ترکی یا ہندی وغیرہ زبانوں میں کل عمر خرچ کر دے صرف عربی میں یہ فرق
ہے کہ اس میں شریعت وارد ہوئی ہے لہٰذا لغت اور نحو وغیرہ علوم اتنے ہی
حاصل کرنے چاہییں جتنے پر کتاب و سنت کے فہم کا انحصار ہو لیکن ان علوم
میں لامتناہی درجہ تک کمال حاصل کرنے کی کوشش کرنا فضول اور غیر ضروری
بات ہے اور ایسا کرنا دھوکے کا سبب ہو (مغروروں کی دوسری قسم عابدوں اور
عاملوں کی ہے) اور ان میں بہت سی دھوکا کھانے والے کئی گروہ ہیں بعضوں کو فرائض
شریعت کی تلاوت میں دھوکا لگتا ہے بعض کو حج میں اور بعض کو جہاد میں بعض
کو زہد میں ان میں سے ایک فرقہ ہے جو فرضوں کو چھوڑ نوافل کی طرف متوجہ ہو
گئے اور ان میں ایسے لگے کہ اسراف اور زیادتی تک نوبت تجاوز کر گئے
جیسے بعض کو وضو میں وسوسے لگ جاتے ہیں اور اس میں بہت مبالغہ کرنے
لگ جاتے ہیں اور شرعاً پاک پانی سے بھی اس کی تشفی نہیں ہوتی چنانچہ
نجاست ظاہری کے بارہ میں تو احتمالات بعیدہ کو بھی بہت وقعت دیتا ہو اور جب حرام
کھانے کی نوبت آئے تو قریب احتمالات کو بھی بعید تصور کرتا ہے اور اکثر وقت حرام

محض کھا لیتا ہے اگر وہ صحابہ کی طرح اپنے پانی اور طہارت والی احتیاط کو کھانے
کے بارہ میں صرف کرتا تو زیادہ مناسب تھا چنانچہ حضرت عمرؓ نے ایسے پانی سے
وضو کیا جو نصرانی کے برتن میں تھا حالانکہ اس میں نجاست کا شک ہو سکتا ہے
باوجود اس کے بعض وقت حلال کو اس وجہ سے چھوڑ دیتے کہ حرام تک نوبت پہنچ
جائے یعنی اگر کسی وقت طبیعت کسی حلال چیز کے کھانے کو چاہتی تو صرف اس
غرض سے رک جاتے کہ نفس کی تابعداری کی عادت نہ پڑ جائے کہ کسی وقت حرام پر بھی مجبور کر دے
(ایک اور فرقہ ہے) جنکو نماز کی نیت باندھتے وقت وسواس کا ایسا غلبہ ہو جاتا ہے کہ شیطان
اسے صحیح نیت باندھنے ہی نہیں دیتا اسکو وسواس ہی آتے رہتے ہیں اور جماعت سے رہ جاتا
ہے اور بعض وقت تو نماز کا وقت ہی گذر جاتا ہے پھر جب اسکی تکبیر تحریمہ پوری ہو گئی تو
اب اسکے دل میں تکبیر کی صحت کے بارہ میں وسواس ہوتے اور تکبیر کے بارہ میں تکلف ہوتے حتی کہ
احتیاط کے لیے بار بار تکبیر کہتا ہے اور فاتحہ کو سن ہی نہیں سکتا اسکی یہ سب کوشش نماز کے شروع
پر ہی ختم ہو جاتی ہے باقی ساری نماز میں بغیر حضور قلب کے غافل رہتا ہے اور اس پر مغرور
ہے اور جانتا نہیں کہ حضور قلب نماز میں واجب ہے اور یہ سب ابلیس کا دھوکا ہے اور ان
احتیاطوں میں لگ کر اسکے نزدیک دوسروں سے بہتر بنتا ہے (ایک اور گروہ ہے) جو آخیر سورہ
فاتحہ اور باقی وظائف کے حروف کو مخرج سے نکالنے میں وسواس آگھیرتے ہیں اور وہ
ہر وقت الفاظ کی تشدید اور ضاد و ظا کے فرق کرنے میں مشغول رہتے ہیں اور اس
کے سوا فاتحہ کے اسرار اور معانی کی طرف بالکل توجہ نہیں کرتے اور نہیں جانتے اور
اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو تلاوت قرآن میں اپنی ہمیشہ کی عادت کے سوا مخارج کی تحقیق کی تکلیف
نہیں دی اور یہ سخت دھوکا ہے ان کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو بادشاہ کی مجلس میں
ایک خط لے جائے اور بادشاہ اسکا مقصود ادا کرنے کا حکم دے یہ خط لیکر پڑھنا شروع کرے
لیکن حرفوں کی مخرجیں درست کرنے میں لگ جائے اور بار بار ایک لفظ کو پڑھے اور باوجود
اس کے خط کا اصل مطلب اور مجلس کے آداب سے بیخبر رہے بلاشک وہاں یہ سزا کا مستحق ہے

گا اور پاگل خانہ کو عقل درست کرنے کے لیے بھیجا جائیگا (ایک اور گروہ ہے) جو تلاوت قرآن میں دھوکا کھاتے ہیں اور جلدی جلدی پڑھتے ہیں بعض تو صرف ایک دن رات میں ختم کر دیتے ہیں وہ زبان سے تو قرآن پڑھ رہے ہوتے ہیں مگر ان کے دل خواہشات اور دنیاوی افکار میں گھوم رہے ہوتے ہیں اور قرآن شریف کے معانی میں غور نہیں کرتے تاکہ سرزنش کی جگہ سے بچا کریں اور نعمت کی جگہ سے نعمت حاصل کریں اور اوامر و نواہی کی جگہ ٹھہرنے اور عبرت والی بات سے عبرت حاصل کرتے اور قرآن شریف سے سننے کے لحاظ سے لذت اٹھاتے نہ کہ صرف قرآن شریف کی عبارت سے پس اگر کوئی شخص ایک دن رات میں سو دفعہ بھی قرآن شریف ختم کرے مگر اس کے اوامر و نواہی چھوڑ دے تو عذاب کا مستحق ہوگا اور بعض شخص اچھی آواز سے قرآن شریف پڑھتے اور لذت پاتے اور لطف اٹھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ یہ لذت اللہ تعالیٰ کی مناجات اور کلام پاک سننے سے ہے ہرگز نہیں یہ صرف اس آواز کی لذت ہے اگر کلام پاک سے لذت پاتا تو آواز کی عمدگی کی طرف بالکل متوجہ نہ ہوتا بلکہ سننے کے لحاظ سے لطف اٹھاتا اور یہ سخت دھوکے میں ہیں (ایک اور گروہ ہے) جو روزوں میں دھوکا کھاتے ہیں اور بعض وقت تو سال بھر روزہ رکھتے ہیں اور کبھی بزرگ ایام میں روزے رکھتے ہیں اور باوجود اس کے وہ زبان کو غیبت اور دل کو ریا اور پیٹ کو روزہ افطار کرتے وقت حرام اور فضول بکواس سے نہیں روکتے انہوں نے واجب کو چھوڑ کر مستحب کی پیروی کی اور اپنے آپ کو سلامتی پر دیکھتے ہیں ہرگز نہیں یہ سلامتی پر وہی ہو جو اللہ کے پاس قلب سلیم (سلامتی والا دل) لیکر حاضر ہوا یہ بھی سخت دھوکے میں ہیں (ایک اور گروہ ہے) جو حج میں دھوکا کھاتے ہیں وہ بغیر ظلموں سے ہاتھ اٹھانے، قرض ادا کرنے والدین کی رضامندی چاہنے اور حلال سامان لینے کے چل پڑتے ہیں بعض اوقات فرض نماز کو بھی رستہ میں ضائع کر دیتے ہیں اور بدن و کپڑوں کی طہارت تک پوری نہیں کرتے حالانکہ انکی کمائی تجارت میں فریب اور رشوت وغیرہ کے حصول سے ملی جلی

ہوتی ہے اور رستہ میں بیہودہ گوئی اور جھگڑنے سے پرہیز نہیں کرتے اور بعض حرام جمع
کر کے رستہ میں دوستوں پر بھی خرچ کرتے ہیں اور ریا و سمعہ کے طالب ہوتے ہیں اس
نے خدا تعالیٰ کی پہلے تو کسب حرام میں پھر ریا اور پھر بد اخلاق و بد صفات دل کو
لیکر کے حاضر ہونے سے نافرمانی کی ہے اور باوجود اس کے وہ خیال کرتا ہے کہ رب
کی طرف سے بھلائی یہ ہے پس یہ بھی دھوکا نہیں ہے (ایک اور گروہ ہے) انہوں نے
اپنے اوپر بظاہر خوف خدا اور امر معروف اور نہی عن المنکر کو لازم کر رکھا ہے
اور لوگوں کو خوب ڈراتے دھمکاتے پھرتے ہیں مگر اپنے حالات کو ذرا سوچ کر رکھا
ہے انکی غرض اس فعل سے لوگوں میں عزت اور دبدبہ قائم کرنا ہوتی ہے لیکن اگر
کوئی دوسرا ان کو کسی برے کام سے روکے تو اسے غصہ ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ تو مجھ کیسے
روکتا ہے حالانکہ میں لوگوں کی نگہبانی میں لگا رہتا ہوں جب کسی وقت لوگ مسجد میں جمع
ہوں اور کوئی شخص پیچھے رہجائے تو اس کے ساتھ نہایت درشتی سے پیش آتا ہے لیکن
بسا اوقات ایسے حالات میں انکو ریا و سمعہ اور ریاست کی خواہش آگھیرتی ہے اس
کی علامت یہ ہے کہ اگر انکی جگہ کوئی اور شخص مسجد میں اسیطرح کرنے لگ جائے تو اس کو
برا جانتے ہیں اسیطرح بعض لوگ اذان دیتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ وہ محض اس
کے لیے یہ کام کرتے ہیں لیکن انکی غیر حاضری میں کوئی دوسرا شخص اگر اذان کہدے
تو اسکے لیے قیامت بپا ہوجاتی ہے اور جھگڑنے لگتا ہے اور بعض لوگ مسجدوں
کے امام ہوکر خیال کرتے ہیں کہ بہت بہتر کام کر رہے ہیں لیکن انکی غرض یہ ہوتی
ہے کہ لوگ کہیں کہ یہ فلاں مسجد کا امام ہے اسکی علامت یہ ہے کہ اگر کوئی اور شخص
جو اگرچہ اس سے علم و فضل و تقویٰ میں بڑھ کر کیوں نہ ہو آجائے تو اسکو برا معلوم
ہوتا ہے (ایک اور گروہ ہے) جنہوں نے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی مجاورۃ اختیار
کر رکھی ہے اور اسمیں بہو (؟) بیٹھے ہیں لیکن اپنے دلوں کا مراقبہ نہیں کرتے اور نہ ظاہر

و باطن کو بھی لغت شریعت سے پاک کرتے ہیں اور اکثر اوقات اُن کے دل اپنے شہروں و گھروں
سے وابستہ ہوتے ہیں اور وہ باتیں کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مجھ کو مکہ کی مجاوری کرتے اتنے سال گزر
چکے ہیں یہ بھی دھوکا میں ہیں کیونکہ انکے لیے زیادہ بہتر ہوتا کہ گھر میں رہتے اور دل مکہ سے لگائے
رکھتے اور اگر مکہ کی مجاوری ہی پسند کی تھی تو مکہ میں اللہ کے حق اور مدینہ میں رسول اللہ صلعم کے
حق کی پاسداری کرتے اور ایسا کون کرتا ہے یہ لوگ صرف ظاہری حالات سے مغرور ہیں اور
سمجھتے ہیں کہ یہ در و دیوار انکو نجات دلا دینگے ہرگز نہیں حالانکہ ان سے اتنا بھی تو نہیں ہو سکتا
کہ کبھی کھانے سے ایک لقمہ کسی فقیر کو ہی دیدیں جب مخلوق کے حقوق کی مجاوری ایسی
سخت ہے تو خدا کے حقوق کی مجاوری کا کیا معاملہ ہوا اور یہی خدائی مجاوری اپنے قلب
و قالب کو ممنوعات شرعی سے روکنے کے ذریعہ کیسی اچھی طرح ادا ہو سکتی ہے۔ ایک اور گروہ
ہے جو مال کو چھوڑ کر ردی طعام و لباس پر قناعت گزین ہو کر مسجدوں میں رہتے ہیں
اور خیال کرتے ہیں کہ زاہدوں کے رتبہ تک پہنچ گئے ہیں باوجود اسکے یہ لوگ دبدبہ اور
عزت کے طالب ہوتے ہیں کیونکہ عزت یا تو علم سے حاصل ہوتی ہے یا وعظ سے یا صرف
زہد سے یہ لوگ دونوں آسان طریقے چھوڑ کر سب سے بڑی جاہ کے بلاوات میں جا پڑے ہیں کیونکہ
رتبہ و عزت مال سے درجہ میں بڑھ کر ہے اگر یہ رتبہ اور عزت کی خواہش کو چھوڑ کر مال حاصل کر
لیتے تو زیادہ مناسب تھا اب یہ دھوکا میں ہیں اور اپنے آپکو زاہد گمان کرتے ہیں حالانکہ
یہ سرے سے دنیا کے معنے ہی نہیں جانتے بعض حالات میں ایسے لوگ فقراء سے عنداللہ مرتبہ
میں بڑھ جاتے ہیں بعض کو اپنے علم کی وجہ سے دھوکا لگتا ہے اور بعض گوشہ نشینی اور
خلوت اختیار کر لیتے ہیں مگر اسکی شرائط پوری نہیں کرتے اور بعض کو اگر کوئی مال دو تو زہد
جتانے اور لوگوں کی نظر میں وقعت حاصل کرنیکی غرض سے قبول نہیں کرتے مگر دل میں برابر
للچاتے ہیں۔ بعض نے ظاہری اعمال کو اپنے پر لازم کر رکھا ہے اور ایک ایک
دن میں ہزار ہزار رکعت نماز پڑھتے اور ہر روز قرآن شریف ختم کرتے ہیں
حالانکہ دل کو ریا و تکبر و خود پسندی اور غفلت اور دیگر تباہ کنندہ خیالات سے

صاف نہیں کرتے اور خیال کرتے ہیں کہ صرف یہ ظاہری حسنات نیکی کا پلڑا بھاری کردینگی ہرگز نہیں تقوے کے ساتھ حضرت اسمٰعیل اسعد ناموں کا سا ایک خلق ان ظاہری عبادات کی طومار سے شیروکر ہے ایسے اشخاص کو بعض لوگ مین کی اہل اللہ اولیاء اور خدادوست و زاہد کہہ کر اور بھی ہلاک کرتے ہیں اور یہ لوگ ایسے الفاظ سے بہت خوش ہوتے ہیں اور اگر کوئی انکو اس کام سے روکے تو برا مانتے ہیں اور کوئی اگر گالی دیتا تو اسے کا ذخیرہ ولکو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ خدا تمہیں کبھی بخشیگا ہی نہیں (ایک اور گروہ ہے جو نفلوں کے پیچھے پڑے ہیں اور فرضوں کی پرواہ نہیں کرتے یہ لوگ نماز ضحی اور تہجد وغیرہ نفلی نمازوں سے تو لذت پاتے ہیں مگر فرضی نماز میں انکو کچھ دل بستگی نہیں ہوتی اور نہ اول وقت میں ادا کرتے ہیں یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کو بھول گئے کہ فرائض کی ادائیگی سے بڑھکر انسان کو اللہ کے نزدیک کرنیوالی اور کوئی چیز نہیں اور خیر کے کاموں میں ترتیب اور مرتبہ کا خیال نہ کرنا بری بات ہے بعض وقت ایسے فرض یا نفل جن میں سے ایک کا وقت گذرنے کو ہو اور دوسرے کا وسیع ہو انسان کو حیران کردیتے ہیں اگر ایسے وقت میں ترتیب کا خیال چھوڑدے تو دھوکا کھائیگا ہکی مثالیں شمار سے زیادہ ہیں گناہ کے کام تو ظاہر ہیں مگر طاعات کو آپس میں ترتیب دینا مدبر کا کام ہے جیسے کل فرضوں کو سب قسم کے نفلوں پر مقدم کرنا اور فرضوں میں سے بھی فرض عین کو فرض کفایہ پر جسکو اس کے سوا کوئی دوسرا بھی کردے تو ادا ہو جاتا ہو مقدم کرنا اور فروض عین سے بھی اہم کو دوسروں پر ترجیح دینا جیسے فوت شدہ فرضوں کا دوسروں کے پہلے ادا کرنا جیسے والدہ کا حق والد سے مقدم جاننا۔ اور والدین پر خرچ کرنے کو حج پر ترجیح دینا جمعہ کو عید پر ترجیح دینا دیگر فرضی حصص سے قرض کی ادائیگی کو مقدم کرنا ان رازوں کے معلوم کرنے سے انسان بہت کامل ہو سکتا ہو لیکن ترتیب دینے میں بہت پوشیدہ دھوکے لگ جاتے ہیں جن سے کامل علماء کے سوا کوئی بچ نہیں سکتا۔

ردی ہو کا کھانے والوں کی تیسری قسم مالدار ہیں اور یہ بھی کئی قسم ہیں۔ ایک فرقہ ہے جو مسجدوں۔ مدرسوں۔ سراؤں۔ پلوں۔ پانی کی سبیلوں کے بنانے میں جن سے کہ انکا نام روشن ہو اور مرنے کے بعد بھی لوگ یاد کریں مشغول ہیں اور صرف انہی کاموں سے یہ اپنے آپکو مغفرت کا مستحق خیال کرتے ہیں اور یہ بھی دو وجہ سے دہوکا کھائے ہوئے ہیں ایک یہ کہ انہوں نے عموماً یہ مال ظلم اور مشتبہ وسائل اور رشوت و ممنوعہ وجوہات سے کمایا ہوتا ہے پس جبکہ انہوں نے مال کو کمانے میں اس کی نافرمانی کی ہے اول انپر توبہ پھر اگر اصل مالک خود زندہ ہو تو وہ ظلم سے چھینا ہوا مال اسکو ورنہ انکے وارثوں کو واپس کرنا واجب ہے اگر اس مال کا کوئی وارث بھی اب باقی نہ رہا ہو تو مسلمانوں کی ضرورت کی سب سے اہم جگہ میں اسے صرف کرنا چاہیے اور اکثر اوقات مسکینوں پر تقسیم کرنا زیادہ مناسب ہوتا ہے ایک عمارت کو خواہ مخواہ بنا کر چھوڑ جانا کوئی مفید نہیں یہ لوگ صرف ریا اور شہرت کے خواہاں ہیں دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہم مخلص ہیں اور اس مال کے خرچ کرنے اور بلند عمارت بنانے سے بھلائی کے جویاں ہیں اور اگر ان میں سے کسی کو کہا جائے کہ ایک مسکین کے لیے ایک دینار دینے کو کہا جائے تو تسلیم نہیں کرینگے کیونکہ انکے دلوں پر مدح و ثنا کی محبت غالب ہے۔ (ایک اور گروہ ہے) جو مال کو حلال وسیلہ سے کماتے اور حرام سے مجتنب رہتے ہیں اور اسکو مسجد وغیرہ پر خرچ کرتے ہیں یہ بھی دو طریق سے دہوکا میں ہیں ایک تو ریا و سمعہ و ثنا کی خواہش کیونکہ بسا اوقات انکے پڑوس یا شہر میں ایسے محتاج موجود ہوتے ہیں جنپر مال خرچ کرنا بہت مساجد طیار کرا دینے سے زیادہ ضروری ہوتا ہے اور غرض تو مسجدوں سے جامع کی ہے جو ایک ہی باقی سب کی بجائے کافی ہو جاتی ہے یہ کوئی ضروری نہیں کہ ہر گلی کوچہ میں مسجدیں تو بنجائیں مگر مسکین محتاج اور فقیر بدستور تباہ حالت میں رہیں یہ لوگ مسجدوں وغیرہ پر روپیہ اسلیے آسانی سے خرچ کر دیتے ہیں تاکہ لوگوں میں نام روشن ہو اور لوگ تعریف کریں اور یہ لوگ ایسے دکھاوے کے عمل کو اللہ کے لیے سمجھتے ہیں جو غیروں کی خوشنودی کیلیے کیا گیا ہے حالانکہ اسکا دل خوب جانتا ہے کہ اسکی نیت اسپر وبال ہوگی اور زبان سے کہتا ہے کہ میں اس کو

دوسری بات یہ کہ یہ محض مسجد کی سجاوٹ اور زینت اور ایسے نقوش سجانے میں مصروف ہوتے
ہیں جن سے نمازیوں کی توجہ منعطف ہو جاتی ہے اور شارع علیہ السلام نے منع کیا تھا کیونکہ
جب نمازی انکی طرف دیکھتا ہے تو خشوع قلب کو بھول جاتا ہے جو کہ نماز کا مقصود اصلی تھا
چنانچہ حضرت حسینؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں مسجد
بنانے کا ارادہ کیا تو جبریل علیہ السلام نے آکر کہا اسکو آسمان کی طرف صرف ساڑھے
تین گز (سات ہاتھ) بلند کریں اور کسی قسم کی سجاوٹ و نقش و نگار نہ کریں اور یہ لوگ
بری بات کو اب اچھا سمجھ رہے ہیں اور اسی پر بھروسا کیے ہیں اسی لیے دھوکا میں ہیں
(ایک اور گروہ ہے) جو صدقات کا مال محتاجوں میں تقسیم کرتے ہیں اور اس سے مقصود
محفلوں میں اپنی سخاوت کا چرچا کرانا ہوتا ہے چونکہ بعض فقیروں کی عادت ہوتی ہے
کہ بھلا کرنے والوں کی تعریف اور ذکر کرتے پھرتے ہیں یہ لوگ خفیہ صدقہ نہیں کرتے
اور جو فقیر ان سے لیکر انکا نام روشن نہ کرے اسے خائن تصور کرتے اور برا سمجھتے
ہیں اور (دور دور چرچا کرانے کی غرض سے) اپنے پڑوسیوں کو بدستور بھوکا چھوڑ دیتے
ہیں اسی لیے حضرت ابن عباس نے کہا ہے کہ آخر زمانہ میں حاجی بلا سبب بہت بڑھ
جائیں گے اور سفر آسان ہو جائیگا مال بڑھ جائیگا جرائم کے مرتکب ہونگے ایک ایک
کے پاس اتنے اتنے اونٹ ہونگے کہ جنگلوں اور ریتوں میں پھیلے ہوئے ہونگے مگر اس کا
پڑوسی اس کے قریب ہی تنگ حالت میں ہوگا اس سے یہ کوئی سلوک و ہمدردی نہ
کریگا (ایک اور گروہ ہے) جنہوں نے بخل کی وجہ سے مالوں کو روک رکھا ہے اور
صرف بدنی عبادات جنمیں کچھ خرچ نہ ہو جیسے دن کو روزے رات کو تہجد اور قرآن
شریف کا ختم وغیرہ پر ہی اکتفا کیے بیٹھے ہیں یہ بھی دھوکا میں ہیں کیونکہ انپر تو مہلک مرض
بخل غالب آئی ہوئی ہے پہلے مال خرچ کرنے کے ذریعہ اسکا دفعیہ کرنا لازم ہے اور
یہ بجائے اس کے نفلی اور فضیلت کے کاموں میں مصروف ہیں انکی مثال ایسی ہے
جیسے کسی شخص کے کپڑوں میں سانپ گھسا ہوا ہو اور اسکی تکلیف سے لب مرگ ہو چکا

اگر علاج کے لیے صرف سکنجبین پر ہی قناعت کرتے اگر سانپ کو کاٹنے کا صفرا زور تھم
جائے تو اسے کیا فائدہ ہوگا بشر حافی کے پاس بیان ہوا کہ فلاں شخص بہت نماز میں پڑھتا
اور روزے رکھتا ہو انہوں نے کہا مسکین ہے کہ اپنا اصلی کام چھوڑ دوسروں کے کرنے کا کام
کرتا ہو اس کے لیے تو بھوکوں کو کھانا کھلانا اور مسکینوں پر مال خرچ کرنا (کیونکہ وہ مالدار
ہے) اپنے نفس کو بھوکا رکھنے اور زیادہ نماز پڑھنے اور مال جمع کرنے اور محتاجوں پر
خرچ نہ کرنے سے زیادہ بہتر ہے (ایک اور گروہ ہی جن پر بخل غالب آچکا ہے زکوۃ صرف چند
کے سوا انکا نفس انہیں اور خرچ کرنے کی اجازت نہیں دیتا اور زکوۃ میں ردی اور ناپسند
مال نکال لیتے اور پھر ایسے لوگوں کو دیتے ہیں جو ان کی خدمت بجا لاتے اور ایسے
کام کاج کرتے رہتے ہوں جنکو سر انجام دینے کے لیے انہیں کوئی تنخواہ دار ملازم رکھنا
پڑتا یا ان لوگوں کو دیتے ہیں جن سے انکو کسی قسم کی غرض ہو اور ایسے وقت تقسیم کرتے
ہیں جبکہ کوئی بڑا شخص انکی طرف دیکھ رہا ہو تاکہ وہ اسکے نزدیک عزت و منزلت حاصل
کر سکے اور ضرورت کے وقت اس کے پاس جا سکے یہ سب باتیں نیت کو فاسد عمل کو برباد
کرنے والی ہیں یہ شخص اپنے آپکو خدا کا مطیع خیال کرتا ہے مگر یہ سخت دھوکا میں ہے کہ
اس کی عبادت کو دوسروں سے مطلب براری کا وسیلہ گردانا یہ سب لوگ بھی دھوکا میں
ہیں عوام اور فقرا اور مالداروں کا ایک اور گروہ ہے جو ذکر و فکر کی مجلسوں میں جا
شامل ہونے کو نیکی کا کافی ادا خیال کرتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ صرف وعظ
کا سن لینا ہی بغیر عمل کرنے اور نصیحت حاصل کرنے کے کافی ہے یہ بھی دھوکا میں
ہیں کیونکہ مجالس ذکر میں شمولیت کی بزرگی تو اسلیے ہو کہ ان میں بیٹھنے سے انسان کو
نیکی کے کاموں میں رغبت ہوتی ہے لیکن اگر باوجود شمولیت نیکی کی رغبت نہ ہوئی
تو کیا فائدہ ہوا اور رغبت اسلیے بہتر ہے کہ نیک اعمال کرنے پر مجبور کرتی ہے اور
اگر رغبت عمل پر مجبور نہ کرے تو اس سے بھی کوئی فائدہ نہیں کبھی یہ لوگ وعظ کی
خوبی پر فریفتہ ہوتے ہیں کبھی عورتوں کی طرح رقت سے روتے ہیں اور کبھی خرقت

والا کلام سنکر زرد ہو کر کلمات یا سلام سلم (اسے اللہ سلامت رکھ) نعوذ باللہ
رحم اللہ سے پناہ پکڑتے ہیں حسبی اللہ (اللہ مجھ کو کافی ہے) اور ولا حول ولا قوۃ الا باللہ (نہیں ہے بچنے
کی طاقت گناہ سے اور نہ قدرت نیکی پر مگر اللہ کی توفیق سے) کہتے ہیں اور خیال کر لیتے ہیں
کہ بس صرف اتنا کرنے سے ہی کل بھلائی سمیٹ لی یہ بھی دھوکا کھائے ہوئے ہیں انکی مثال
ایسی ہے جیسے کوئی بیمار صرف طبیبوں کی مجلسوں ہی میں حاضر ہو جایا کرے اور جو کچھ وہ
دواؤں وغیرہ کے اوصاف بیان کریں سن لیا کرے مگر انکو استعمال نہ کرے اور شفا کی
امید رکھے یا جیسے کہ وہ بھوکا جو کسی ایسے شخص کے پاس جا حاضر ہو جو اسے لذیذ کھانے
گن کر سنا دے۔ پس ہر وعظ جس سے تیری کوئی ایسی صفت نہ بدلے کہ جس سے تیرے افعال
پر اثر ظاہر ہو یہاں تک کہ تو اللہ کا مقبول بن جائے اور دنیا کی (رسومات) سے باز آجائے اور
(شریعت) کی طرف پوری طرح سے متوجہ ہو جائے ہرگز مفید نہیں ہے بلکہ تجھ پر خدا کی ایک
حجت قائم ہو رہی ہے جسکو اگر تو نجات کا وسیلہ تصور کرے گا تو دھوکا کھائیگا (مغروروں
کی چوتھی قسم صوفی ہیں) اور یہ سب سے زیادہ دھوکا میں آجکل کے تصوف کے دعویدار ہیں (امام غزالی
یہ بات اپنے زمانہ کے صوفیوں کے بارہ میں فرما رہے ہیں اللہ ہمارے زمانہ کا تو خدا حافظ) مگر
جسے خدا بچائے یہ لباس گفتگو اور ظاہری شکل پر بہولے بیٹھے ہیں انہوں نے لباس و ہیئت
سچے صوفیوں کے ساتھ مشابہت کر رکھی ہے اور انکے الفاظ آداب اور مراسم و اصطلاحات
اور گانا سننے اور ناچ دیکھنے کے ظاہری حالات اور طہارت و نماز مصلی پر سر جھکا کر فکر
سمانا طرز پر گریبان میں منہ ڈالکر بیٹھنا لمبے سانس لینے بات کرتے اور آواز دیتے
وقت نیچی آواز نکالنا وغیرہ اختیار کر لیے ہیں جب یہ لوگ جان لیتے ہیں کہ یہ سب
باتیں حاصل ہو گئیں تو اپنے آپکو نجات یافتہ خیال کر لیتے ہیں اور مجاہدہ اور ریاضت
اور دل کے مراقبہ اور باطن کی صفائی اور خفیہ و ظاہری گناہوں سے بچنے کی کبھی
کوشش نہیں کرتے حالانکہ یہ سب باتیں تصوف کے مدارج میں داخل ہیں پھر یہ
لوگ حرام و مشتبہ اور بادشاہوں کے مال کے رغبت اور عمدہ روٹی دودھ پیسے وغیرہ

کی طرف مائل اور ذرہ ذرہ چیز دنیا جسد کنندہ ہوتے ہیں اور اگر انہیں کا کوئی دوسرے کی
غرض میں مخالفت کرے تو اس سے اعراض کر لیتے ہیں یہ بھی ظاہرا دھوکا ہے ہمیں
انکی مثال ایسی ہے جیسے کسی عورت نے سن پایا کہ بہادروں دلیروں اور لڑنیوالوں کے
نام دیوان میں لکھے ہیں دینے روزینہ کے لیے یہ بھی انکا سا لباس بدل بادشاہ کے
پاس پہونچی تحقیق پر وہ بدحال بڑھیا عورت نکلی اسے کہا گیا کیا تجھے بادشاہ سے
تمسخر کرتے ہوئے شرم نہ آئی حکم ہوا اسے ہاتھیوں کے گرد ڈالدو انہوں نے اسے
کچل ڈالا یہاں تک کہ مر گئی (ایک اور گروہ ہے) اور یہ دھوکا میں پڑے ہوئے ہیں
جبکہ اپنے برے لباس اور معمولی خوراک اور مکان اور نکاح پر قناعت میں سچے صوفیا
کی مانند پیروی نہ ہو سکی اور اپنے آپ کو تصوف میں مشہور کرنیکا ارادہ ٹھانا تو لاچار
ان کے کپڑے پہنے ریشم وغیرہ تو نہ پہنا مگر اعلے قسم جیسے باریک ٹوپیاں رنگین مصلے
جنکی قیمت ریشم وطلا وغیرہ سے بھی بڑھ کر ہوتے ہیں یہ لوگ جبکہ ظاہری فرائض
سے نہیں نکلتے تو انکے باطن کا کیا حال انکی غرض صرف خوش عیشی اور بادشاہوں کا
مال کھانا ہوتا ہے اور سمجھتا یہ لوگ اپنے آپ سے بھلائی کا گمان رکھتے ہیں ان کا
ضرر مسلمانوں کے لیے چور ڈاکو سے بڑھکر ہے کیونکہ یہ لباس ان کے سبب لوگوں کے دل
چرا لیتے ہیں اور شرم کی بطالت کا سبب ہوتے ہیں کیونکہ بالآخر جب انکو ان کی
بد اعمالیوں کا پتہ چلتا ہے تو کل اہل تصوف سے بدظن ہو کر سب کو برا بھلا کہنے
لگ جاتے ہیں (ایک اور گروہ ہے جو علم معرفت خدا کے مدعی ہیں وہ کل مقامات
کے عبور و حصول و حضور خدا اور تدلی کے دعوے اور قرب و وصول کے مدعی ہیں مگر
سوائے الفاظ اور ناموں کے ان کو کچھ بھی حاصل نہیں اور مجہول الفاظ بولتے
اور بار بار دہراتے رہتے اور خیال کرتے ہیں کہ یہی اولین و آخرین کا اعلے
علم ہے۔ اور وہ عوام جیسے علماء فقہا و قاری اور محدثین کو بھی حقارت کی
نگاہ سے دیکھتے ہیں حالانکہ انکی اپنی بیہودگی اس بات میں ہے کہ یہ جاہل کو
ہمیشہ اس کھیتی کو چھوڑ چند روز ان کے پاس بیکار ان مجہول الفاظ کو حل کیا کرے

یہ ان بے معنے کلمات کو اس طرح دہرا سکتے ہیں گویا کہ یہ وحی کے ذریعہ
الہام کر رہے ہیں اور اسرار سے خبر دے رہے ہیں اور اسی کا نتیجہ ہے کہ عابدوں اور عالموں کو
حقیر جانتے ہیں عابدوں کو معیوب اور عالموں کو محجوب بیان کرتے اور اپنے آپکو واصل
الی اللہ اور مقرب کہتے ہیں حالانکہ حقیقت میں یہ لوگ اللہ کے نزدیک منافقوں فاجروں اور
صاحب دلوں کے نزدیک احمقوں جاہلوں سے ہیں۔ علم سیکھا نہ اخلاق درست کیے اور نہ
دل کا مراقبہ کیا سوا خواہشات نفسانی کی پیروی اور ہذیان گوئی کے کچھ نہ حاصل کیا
اگر ایسی باتوں میں مشغول ہوتے جو انکو فائدہ دیتیں تو بہتر تھا (ایک اور گروہ ہے)
انہوں نے ظاہری اعمال اپنے کیے اور حلال کو طلب کیا اور امراض دل کی تفتیش
میں مشغول ہوئے مگر ساتھ ہی زہد اور توکل و رضا و محبت کے مقامات کے مدعی ہو بیٹھے مگر ان
مقامات کی حقیقت و شروط اور علامات سے بالکل بے خبر رہے کوئی تو وجد کے مدعی ہو کر
اللہ کے محب بنے اور یہ گمان کیا کہ اللہ کی محبت میں فریفتہ ہیں حالانکہ اللہ کے بارے
میں ایسے ایسے فاسد خیالات رکھتے ہیں جو خود کفر اور بدعت ہیں۔ خدا
کو پہچاننے سے قبل محبت کا دعوی کر لیتے ہیں اور یہ بھی ہو نہیں سکتا حالانکہ یہ خدا کے ممنوعات
سے نہیں بچتے اور نہ ہی اللہ کے احکام کو ہوائے نفسانی پر ترجیح دیتے ہیں اور
اگر کسی بری بات کو چھوڑتے ہیں تو مخلوق کی شرم سے اگر کہیں علیحدگی میں ہوں تو محض اللہ
کے حیا کی وجہ سے ہرگز نہیں چھوڑ سکتے اور نہیں خیال کرتے کہ یہ باتیں محبت کے مخالف ہیں اور
بعض قناعت و توکل کی طرف مائل ہوئے ہیں توکل کو پورا کرنے کے لیے بغیر سامان جنگلوں میں
جا لیتے ہیں اور نہیں سوچتے کہ یہ تو بدعت ہے کیونکہ صحابہ اور سلف صالحین نے جو کہ
توکل کے بارہ میں زیادہ علم رکھتے تھے کبھی ایسا نہیں کیا۔ انہوں نے توکل کے معنے بغیر
سامان کے روح کو خطرات میں ڈالنا نہیں سمجھا بلکہ سامان لیتے مگر بھروسا اللہ پر رکھتے
نہ کہ سامان پر یہ لوگ اگرچہ سامان کو چھوڑ دیتے ہیں مگر پھر بھی کسی نہ کسی سبب پر دل ہیں
یقین کیسے ہوتے ہیں کوئی سوجھ بوجھ کا مقام ایسا نہیں جس میں دھوکے نہ لگ
سکیں اور بہت لوگ ان دھوکوں میں پھنسے پڑے ہیں۔ ہم نے انکو آفات کے بیان

ہیں احیاء العلوم کے ربع منجیات میں مفصل ذکر کیا ہے۔ ایک اور فرقہ ہے جنہوں نے اپنے آپ پر کھانے کی تنگی کر رکھی ہے حتے کہ حلال محض حاصل کرنے میں مگر اس ایک خصلت کے سوا باقی ظاہری و باطنی اعمال سے بے پرواہ ہیں اور انہی میں سے بعض پہنے کھانے پینے کمانے میں تو حلال کو استعمال کرنے اور اسی فکر میں لگے رہتے ہیں اور نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ سے شریعت کی پوری پوری تابعداری اور اطاعت کے سوا کبھی راضی نہیں ہوتا جو شخص بعض باتوں میں پیروی کرے اور بعض کو چھوڑ دے وہ دھوکہ میں ہے۔ اور ایک اور گروہ ہے جو حسن خلق، تواضع اور نرمی کے مدعی ہیں اور صوفیاء کی خدمت کو شیوہ گردانا چنانچہ لوگ جمع کر لیے اور انکی خدمت ذمہ لی اور اس کام کو دنیا اور مال جمع کرنے کا ذریعہ بنایا ان کاموں سے انکی غرض دنیا کی بہتات اور ریاکاری ہوتی ہے اور وہ اس خدمت سے تواضع اور نرمی اور خدمت کا اظہار کرتے ہیں اور وہ حرام اور مشتبہ مال اپنے خرچ کرنے کو جمع کر لیتے ہیں تا کہ اس قسم کی بہت سی جماعت پر خرچ کریں اور اس بات سے انکا نام مشہور ہو اور بعض لوگ بادشاہوں اور ظالموں کا مال لیکر صوفیوں کو جمع کر کے ان پر خرچ کرتے ہیں اور اس فعل میں اپنی غرض نیکی اور خدا کی رضامندی میں مال خرچ کرنے کی خیال کرتے ہیں مگر فی الحقیقت ان سب کا مقصود ریا اور شہرت ہوتا ہے انکا کل کام انہی کو چھوڑ کر صرف حرام مال لیکر خرچ کرنا ... کی مثال اور اس شخص کی مثال جو کہ حرام مال جمع کرکے رستہ میں خرچ کرے اس شخص کی طرح ہے جو مسجد تعمیر کرائے اور اس میں نجاست لا کر ڈالے اور خیال کرے کہ میری اس سے غرض تو آبادی مسجد ہے۔ ایک اور گروہ ہے جو مجاہدہ، تہذیب اخلاق، نفس کو عیوب سے پاک کرنے میں مشغول ہوئے مگر وہ صرف نفس کے عیوب اور اس کے دھوکوں کو پہچاننے کی علم میں ہی پھنسے رہے پس وہ ہر وقت عیوب نفس کے بارہ میں کلام کی بات چیت سے استنباط میں لگے رہتے ہیں چنانچہ کہتے ہیں نفس میں فلاں عیب ہے اور چونکہ

لہ یہ کتاب ... [illegible]

ہم اس کو غافل ہیں غفلت بھی ایک عیب ہے یعنے اس سے ایک کی بجائے دو عیب ہو گئے دیکھی
ماننداِیسی ہی بسلسل کلمات اور رفقات نکالتے رہتے ہیں انھوں نے بھی اپنا سب کا سب وقت
ضائع کیا کیونکہ یہ صرف انہ نفس میں ہی پہنچے ہی اور خدا کے ساتھ تعلق پیدا نہ کیا انکی
مثال اس طرح ہے جیسے کوئی حج کے اوقات اور گہاٹ پہونچے تو پہونچ گیا مگر حج کو مسنون
طریقہ سے ادا نہ کیا یہ کام اسے حج سے مستغنی نہ کریگا یہ بھی دہوکا ہیں ہیں اور ایک اور گروہ
ہے جنہوں نے اس مرتبہ سے گذر کر سلوک کا رستہ اختیار کیا مگر ابھی معرفت کا ایک
ہی دروازہ کھلا تہا کہ اس کے ابتدائی عجائبات دیکھکر ہی حیران ہو کر خوش ہو بیٹھے
اس جگہ دل لگا اور اپنے پر اس دروازہ کے کہلنے اور دوسروں کے لیے بند رہنے کی
کیفیت ہی سوچا کیے اور یہ بھی دہوکا ہے کیونکہ اللہ کے رستہ کے عجائبات بیشمار ہیں
جو ہر عجیب بات پر رک جائے اسکی رفتار سست پڑ جائیگی اور مقصد تک نہ پہونچ
سکیگا انکی مثال اس طرح ہے جیسے کوئی شخص بادشاہ کو ملنے کو آئے مگر جب اس کی
ڈیوڑہی میں باغ شگوفے اور جابجا گل بوٹے دیکھے جیسے کبھی اس سے قبل ازین نہ دیکھی تھی تو اسکو
دیکھنے ٹھیر گیا یہانتک کہ بادشاہ کی ملاقات کا وقت گذر گیا اور یہ محروم واپس لوٹا
وایک اور گروہ ہے جو ان سے تو آگے بڑہے اور جو انوار رستہ میں پیش آئے اور جو
انعام ہوئے انکی طرف تو التفات نہ کیا بلکہ رستہ طے کرنے میں کوشاں رہے مگر جب وصول
کے قریب پہونچے تو خیال کیا کہ ہم واصل ہو چکے ہیں بس ٹہیر گئے اور بقیہ رستہ طے
نہ کیا اور غلطی کہائی کیونکہ اللہ جل شانہ کے نور اور ظلمت سے ستر پردے ہیں جب
سالک ان حجابوں میں سے کسی کے پاس پہونچتا ہے تو وہ خیال کرتا ہے کہ میں خدا
تک پہونچ گیا جیسا کہ خدا تعالی نے حضرت ابراہیم کے قصہ میں اسی بات کی طرف اشارہ
کیا ہو جیسا کہ فرمایا ہے فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَى كَوْكَبًا قَالَ هَذَا رَبِّي ترجمہ پس جب
اسپر رات آئی تو اسنے ابراہیم نے ستارہ دیکھکر کہا یہ میرا رب ہے امام موصوف اس
آیت سے استخراج کرتے ہیں کہ جب پہلی ظلمت کا پہلا پردہ ستارہ کی صورت میں ظاہر ہوا تو حضرت
ابراہیم نے خیال کیا کہ میں خدا تک پہونچ گیا اسیطرح باقی پردوں کے بارہ آئینے غلطی کہلی۔

بندہ اور خدا کے درمیان پہلا حجاب نفس کا ہے کیونکہ یہ خدا کا عالی شان امر ہے اور امر
کے انوار سے ایک نور ہے یعنے اس دل کے اسرار جس میں حق کی حقیقت کی کامل حالت
میں تجلی ہو چکی ہوتی کہ وہ اس نور کے اثنا نے سے کل عالم سے آگاہ ہو جاتا ہو اور اس نور
کی مدد سے کل صورتوں کا احاطہ کر لیتا ہے جس وقت اس کے دل کا نور خوب چمک اٹھتا
ہے یہاں تک کہ کل وجود کی حقیقت اس پر ظاہر ہو جاتی ہے ابتدا امر میں دل ایک
تاریکی میں چھپا ہوا تھا جب نور حق اس پر تجلی کرتا ہے اور اللہ کے نور کی تجلی کے بعد خود
اس کے دل میں اسکا جمال منکشف ہو جاتا ہے تو بعض وقت اس دل والا جب اپنے
دل میں ایسا حد سے بڑھا ہوا جمال جسکی وجہ سے یہ بیہوش ہو جاتا ہے دیکھتا ہے تو کبھی
کہنے لگ جاتا ہے انا الحق (میں ہی خدا ہوں) اگر وہ اس نور کے علاوہ اور چیز پر یعنے
جسکی طرف سے یہ نور آیا ہوا واقف نہ ہو اور اس حالت میں ٹھیر گیا تو ہلاک ہو گیا اسی
طرح جیسے نصاریٰ نے حضرت عیسے علیہ السلام کے نور کا اشراق دیکھا تو غلطی کھا گئے
یعنے انکو خدا سمجھ لیا جیسے کوئی شخص شیشے یا پانی میں ستارہ کو دیکھ لیتا ہے پس یہ
گمان کرے کہ یہ اصلی ستارہ ہے پانی یا شیشے میں اسے پکڑنے کو ہاتھ مارے تو وہ
دھوکہ کھا جائے گا اللہ کیطرف چلنے کے راستے میں کئی قسم کے دھوکے لگ جاتے ہیں جو
کہ بڑی بڑی ضخیم جلدوں میں بھی کل خفیہ علوم کی شرح سے قبل شمار بھی نہیں
کیے جا سکتے اور یہ ایسی بات ہے جس کے اظہار کی اجازت نہیں (یعنے اللہ کے
اسرار کو ظاہر کرنا منع ہے) اور کبھی اس وجہ سے (اسی انداز کے مطابق اظاہر
کرنا جائز بھی ہے تاکہ کوئی بھٹکا ہوا اس میں دھوکا نہ کھا جائے اور اللہ کیطرف
سے ہے توفیق اور وہ مجھ کو کافی ہے اور اچھا نگہبان اور نہ ہم گناہ سے بچ سکتے
ہیں اور نہ نیکی کی طاقت رکھتے ہیں بجز مدد اس اللہ کے جو کہ علی و عظیم ہے اور رحمت
بھیجے اللہ تعالے ہمارے سردار حضرت محمد پر اور انکی اولاد و سب اصحاب پر آمین

ادارۂ مسعودیہ کراچی

Idara-e-Mas'udia, Karachi

وكونوا مع الصادقين

اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ